حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

جنوری ۱۹۸۶ء کا شمارہ پیشِ خدمت ہے! ——— ۱۹۸۵ء رخصت ہو چکا ہے اور ۸۶ء کا سورج طلوع ہو چکا ہے لیکن وقت کا دریا اسی روانی سے بہہ رہا ہے۔ کسی سال کے اختتام ہونے یا نئے سال کے شروع ہونے کا عمل وقت کے دریا کی روانی پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔ لمحات منٹوں میں، منٹ گھنٹوں میں، گھنٹے دنوں میں اور دن سالوں میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں لیکن اس تبدیلی کے عمل میں کہیں کوئی Break یا تغیر کا احساس نہیں ہوتا ——— وقت یا زمان کی حقیقت و ماہیئت کیا ہے! یہ ایک انتہائی دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے، ہر دور میں حکماء و فلاسفہ نے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہے لیکن واقعہ یہ ہے اس کی کنہہ تک پہنچنا آسان نہیں! بلکہ شاید یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ زمان و مکان کی حدود میں رہتے ہوئے کسی کے لئے اس کی حقیقت کو کماحقہٗ (As Such) جاننا ممکن ہی نہیں[1]! تاہم ہر شخص، خواص میں سے ہو خواہ عوام کے طبقات سے متعلق ہو، وقت کے بارے میں ایک نوع کا احساس ضرور رکھتا ہے۔ وہ اسے ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے جانتا ہے 'زمانہ' کے عنوان سے جو نظم بال جبریل میں شامل ہے اس کے پہلے شعر میں اقبال نے اسی حقیقت کو بڑی خوبصورتی سے شعر کے سانچے میں ڈھالا ہے کہ ؎

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہو گا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ!!

اسی طرح ہر شخص اس آفاقی حقیقت سے بھی بخوبی آگاہ ہے کہ وقت کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا! اس حقیقت کی تعبیر بھی اقبال نے جس پیرائے میں کی ہے وہ بلاشبہ انہی کا حصہ ہے۔

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل قصور میرا ہے یا کہ تیرا
مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

اسی نظم کے ایک شعر میں اقبال نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ اس گردشِ لیل و نہار کا جو اصل

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

---

[1] مولانا معین الدین اجمیریؒ نے "مسئلہ دہر" پر کلامی انداز میں مفصل بحث کی ہے۔ آئندہ کسی اشاعت میں ان شاء اللہ ان کے عالمانہ مضمون کو شائع کر دیا جائے گا۔ مولانا موصوف پر ایک تعارفی مضمون اسی شمارے میں شامل ہے۔

© rasailojaraid.com